امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

ایک فاضل اہلحدیث کی نظر میں

ڈاکٹر پروفیسر محی الدین الوائی — مصر

ترتیب و تحشیہ

محمد صدیق قالی

— ناشر —

مرکزی مجلس رضا — لاہور

سلسلہ مطبوعات مرکزی مجلس رضا لاہور ۴۷

رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا

ایک فاضل اہلحدیث کی نظر میں

ڈاکٹر پروفیسر محی الدین الوائی ۔ مصر

ترتیب و تحشیہ

محمد صدیق فانی

ـ ناشر ـ

مرکزی مجلس رضا ــــ لاہور

کتاب ——— "امام احمد رضا" ایک فاضل اہلحدیث کی نظر میں

مؤلف ——— پروفیسر محی الدین الوائی، مصر

مطبع ———

ناشر ——— مرکزی مجلسِ رضا، لاہور

تعداد ——— بار اوّل پانچ ہزار۔ ربیع الاول ۱۴۰۳ سنہ ہجری

قیمت ——— دعائے خیر بحق معاونین مجلس رضا

ملنے کا پتا

مرکزی مجلسِ رضا (رجسٹرڈ) نوری مسجد بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور

بیرونجات کے حضرات ۵۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

ڈاکٹر محی الدین الوائی ازہر یونیورسٹی میں تقریباً بیس سال سے دینی و علمی خدمات میں مصروف ہیں۔ الوائی صاحب کی شخصیت علماء ازہر اور ہندوستانی علماء میں تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ پروفیسر موصوف بیک وقت اردو، ہندی، ملیالم، عربی اور انگریزی جیسی زبانوں پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ حسنِ ادا اور شوکت الفاظ کی خوبیاں ان کی زبان میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ موصوف مسلکاً اہل حدیث ہیں، لیکن ان کی وسیع التعلیمی اور وسعت نظری کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ اہلحدیث ہونے کے باوجود امام احمد رضا کی تبحر علمی کا برملا اظہار کیا۔ ڈاکٹر الوائی کا یہ عربی مقالہ قاہرہ سے شائع ہونے والے مشہور جریدہ "صوت الشرق" ص ۱۶، ۱۷، شمارہ: فروری ۱۹۷۰ء میں اشاعت پذیر ہو چکا ہے۔ قارئین کے سامنے مکرمی محب الحق اعظمی بی۔ یو۔ ایم۔ ایم۔ ایس طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے تفصیل اردو ترجمہ کیا تھا پیش کیا جا رہا ہے۔

فانی

بسم الله الرحمن الرحيم

شخصيات اسلامية من الهند

مولانا احمد رضا ــــــ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

يعد مولانا احمد رضاخان بريلوى رحمة الله عليه علماء الهند المسلمين الذين ساهموا مساهمة فعالة فى خدمة العلم والدين واللغة العربية فى انحاء شبه القارة الهندية، وله صفحات مجيدة فى تاريخ نشر العلوم العربية والاسلامية فى ربوعها وقد وضع مولفات عديدة فى التفسير والحديث والفقه وعلم الكلام والتصوف، وغيرها من العلوم الاسلامية كما ان له مولفات فى فروع الادب من صرف وبلاغة و شعر وانشاء وقد صنف ايضا العلوم العقلية كالمنطق وعلم الهيئة والحساب والحكمة والطبيعة وغيرها.

جن علمائے ہند نے مروجہ علوم عربیہ دینیہ کی خدمات میں اعلیٰ قسم کا حصہ لیا ہے ان میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کا نام سرفہرست نظر آتا ہے علوم عربیہ اسلامیہ کو آراستہ کرنے میں آپ کا بہترین ریکارڈ ہے آپ نے جس طرح علم فقہ تفسیر، حدیث وکلام، تصوف وغیرہ علوم فروعات میں تصنیفات فرمائی ہیں اسی طرح آپکی بہت سی تصانیف ادب مثلاً صرف، بلاغت، شعر و انشاء میں بھی ہیں۔ نیز علوم عقلیہ۔ مثلاً منطق، ہیئت، حساب، فلسفہ وغیرہ علوم پر بھی آپ نے قلم اٹھایا۔

ولد احمد رضاخان فى العاشر من شوال سنة ١٢٧٢ﻫ الموافق ١٤ يونية سنة ١٨٥٦ء وقد سمى (محمدا) عقب ولادته ثم اشتهر بلقب (اعلى حضرت شاه احمد رضا خان) وكانت عائلته قد انحدرت من بلدة (قندهار) بافغانستان الى الهند فى عهد المغول فيها، وكان والده عالما جليلا ذا ورع وتقى۔

پیدائش احمد رضا خاں، ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی آپ کا نام ولادت کے بعد محمد رکھا گیا پھر آپ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپکے اسلاف افغانستان کے مشہور شہر قندھار سے دور مغلیہ میں ہندوستان آئے تھے آپ کے والد عالم جلیل اور صاحب زہد وتقویٰ تھے۔

ويقال ان مولانا احمد رضاخان قد حفظ القرآن الكريم كله فى مدة شهر واحد، ونبغ فى مبادئ العلوم الاسلامية والعربية والتاريخ والحساب وغيرها تحت اشراف والده قبل ان يتجاوز سن الرابعة عشرة وكان من اساتذته المشهورين۔

١: مولانا عبد العلى رامپورى[1]
٢: والشيخ ابو الحسين نورى مارهروى[2]
٣: والسيد مرزا غلام قادر بيگ رحمهم الله

بیان کیا جاتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے صرف ایک ماہ کی قلیل مدت میں پورا قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔

آپنے چودہ سال کی عمر میں بنیادی علوم اسلامیہ عربیہ تاریخ حساب وغیرہ اپنے والد سے حاصل کئے۔ آپکے مشہور اساتذہ یہ ہیں۔

مولانا عبد العلی رامپوری[1]
شیخ ابو الحسین نوری مارہروی[2]
سید مرزا غلام قادر بیگ (رحمۃ اللہ علیہم)

ميلة الى التصوف

وقد بدت فى سلوك احمد رضا منذ الصغر آثار الزهد فى متعة الحياة

تصوف کی جانب رجحان

احمد رضا بچپن ہی سے دنیاوی آرائشوں کی طرف ملتفت نہ تھے لوگوں سے معاملات میں حلیم

[1] المتوفى ١٣٠٣ﻫ [2] المتوفى ١٣٢٤ﻫ

الدنيوية والتمسك بالاخلاق الفاضلة والتواضع والحلم فى معاملاته مع الناس وفى عام ١٢٩٤ھ صبح مريدا اعاملاً على يد الصوفى الكبير قطب الزمان سيد شاه نورى رحمة الله عليه وقد تجلت مظاهر الورع والتقى والتصوف الخالص فى نشاطه العلمى حتى ذاع صيته فى ارجاء الهند وبدأ طلاب النور والعرفان يسدون عليه من شتى البقاع.

تواضع بلند اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے ۱۲۹۴ھ میں آپ قطب زماں حضرت مولانا سید شاہ آلِ رسول رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔

آپ کی علمی سرگرمیوں میں تصوف اتقاء پرہیزگاری کے بہترین نمونے ہیں جس کی بنا پر آپ بہت جلد سارے ہندوستان میں مشہور ہوگئے اور آپ کے پاس نور و معرفت کے پروانے ہر طرف سے آنے لگے۔

سفرة الى الحرمين

وقام الشيخ احمد رضا الحجة الى بيت الله الحرام وزيارة الروضة النبوية مرتين وقد اتاحت له هاتان الرحلتان الفرصة للقيام بزيارة المراكز العلمية فى بعض البلدان العربية والاسلاميه، والاتصال بعلمائها والتشاور معهم فى شؤن الدين والعلم. واثناء زيارته البلاد العربية، نال اجازة رواية الاحاديث النبوية من بعض مشاهير علماء الحديث فى الحجاز من اسانيدهم، كما اجازهو بنفسه لبعض هؤلاء العلماء حق رواية الحديث من اسانيده الخاصة.

سفرِ حرمین

شیخ احمد رضاؒ دو مرتبہ حج بیت اللہ و زیارت روضہ نبوی کے لئے تشریف لے گئے۔ آپؒ نے اپنے دونوں سفروں میں عرب کے اسلامی و علمی مرکزوں کو بھی دیکھا وہاں کے علماء سے ملاقات کی علوم اور معاملات دینیہ میں مشورے بھی کئے حجاز کے مشہور علماء حدیث کی مخصوص سندوں سے حدیث روایت کرنے کی اجازتیں بھی حاصل کیں اور خود بھی اپنی مخصوص اسناد سے وہاں کے علماء کو حدیث روایت کرنے کی اجازت دی۔

نبوغة فى الرياضيات

وجدير بالذكر ان مولانا احمد رضا خان قد امتاز عن كثير من اقرانه ومعاصيره العلماء فى الجمع بين العلوم النظرية والعلمية وبما يدل على مهارته فى الرياضيات والحساب والجبر وغيرها. ان العالم الرياضى الشهير الدكتور ضياء الدين وكيل جامعة عليگرة الاسبق وامثاله كانوا يذهبون اليه لحل بعض المشكلات العويصة فى المسائل الحسابية والهندسية ويحكى الدكتور ضياء الدين[1] انه قد واجه فى احدى تجاربه الحسابية مشكلة عويصة فقرر ان يسافر الى جرمنى ليناقش هذه المسالة مع احد اساتذته المعروفين هناك واثناء سفره الى مينا بومباى قابل الدكتور ضياء الدين فى القطار ومولانا احمد رضا خان (رح) بالمصادفة وما كان يعرف عنه حينذاك الا انه عالم دينى متين وصوفى جليل فتحرك اليه الدكتور ضياء الدين عن وجهة رحلته وغرضه منها فطلب منه مولانا احمد رضا ان يشرح المشكلة فاذ هو يحلها بكل

ریاضیات میں مہارتِ تامہ

یہ مسلّم حقیقت قابل ذکر ہے کہ مولانا احمد رضا خاں علوم نظریہ و عملیہ کے جامع ہونے میں اپنے ہمعصروں اور ہم چشموں میں امتیازی شان کے حامل تھے۔ ریاضی حساب اور الجبرا جیسے علوم میں ان کی مہارتِ تامہ کا یہ جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جیسے شہرت یافتہ ریاضی داں جیومیٹری اور حساب کی دشوار ترین الجھنوں کو سلجھانے کے لئے ان کی خدمات حاصل کیا کرتے تھے۔

روئیداد یوں بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ ڈاکٹر ضیاء الدین کو حساب کے ایک مسئلہ میں سخت الجھن پیش ہوئی انہوں نے جرمنی جاکر اپنے شہرت یافتہ اساتذہ کے ساتھ اس مسئلہ پر مذاکرات کا تہیہ کیا۔

بمبئی سفر کرنے کے دوران مولانا احمد رضا خاں سے ملاقات کی اس وقت تک ڈاکٹر انہیں جید عالم دین متین اور بلند پایہ شیخ کی حیثیت سے جانتے تھے ڈاکٹر موصوف نے اپنا مدعائے سفر بیان کیا اور اپنا عقدہ پیش کیا تو آپ نے بڑی آسانی اور وضاحت سے مسئلہ کو حل کر کے ڈاکٹر صاحب کو حیرت میں ڈال دیا[1]۔

بعد ازاں جب کبھی ڈاکٹر صاحب کو علوم نظریہ عملیہ

---

[1] تفصیل واقعہ کے لیے "حیاتِ اعلیٰ حضرت" از مولانا ظفر الدین بہاری کا مطالعہ کریں۔

سهولة ووضوح فاعجب به الدكتور ضياء الدين وبعد ذلك الحين اصبح من المشرودين اليه كلما مادفته مشكلة من المشكلات العلوم النظرية او العلمية۔

میں کوئی الجھن درپیش ہوتی تو وہ آپ ہی سے استفادہ کرتے۔

العالم الشاعر

قديما قيل ان التحقيق العلمی الاصيل والخيال الذهنی الخليب لا يجتمعان فی شخص واحد، ولكن مولانا احمد رضا كان قد برهن علی عكس هذه النظرية التقليدية فكان شاعرا ذا خيال خصيب و تشهد له بذلك دواوينه الشعرية باللغات الفارسية والاردوية والعربية وديوانه المعروف باسم "حدائق بخشش" "حدائق العطيات" ومدائح الرسول وشهود فی اوساط شعر الهند بجانب مؤلفاته القيمة فی علوم الفلسفة والفلك والرياضة والدين والادب۔

شاعری وعلوم

پرانا مشہور مقولہ ہے کہ شخص واحد میں دو چیزیں تحقیقات علمیہ نازک خیالی نہیں پائی جاتی، لیکن مولانا احمد رضا کی ذات گرامی اس تقلیدی نظریہ کے عکس پر بہترین دلیل ہے آپ عالم محقق ہونے کے ساتھ بہترین نازک خیال شاعر بھی تھے جس پر آپ کے دیوان "حدائق بخشش" "حدائق العطیات" ومدائح رسول بہترین شاہد ہیں اس کے علاوہ فلسفہ علم فلکیات ریاضی اور دین وادب میں آپ ہندوستان میں صف اول کے ممتاز علماء اور شعراء میں تھے۔[۱]

مؤلفاته

ويبلغ مجموع مؤلفاته، ما بين مخطوط و مطبوع حوالی الف كتاب فی مختلف اللغات ونشير هنا الی بعض مؤلفاته العربية۔

تصنیفات

آپ کی تصنیفات مطبوعہ وقلمی عربی فارسی اردو زبانوں میں ایک ہزار سے زائد ہیں جن میں سے ہم چند کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۱:۔ الزلال الانقی عن بحر سفينة التقی فی علم التفسير۔
۲:۔ حاشية تفسير البيضاوی[۱]
۳:۔ حاشية تفسير خازن[۲]
۴:۔ حاشية الدر المنثور[۳]
۵:۔ حاشية معالم التنزيل[۴]
۶:۔ مدارج طبقات الحديث
۷:۔ حاشية البخاری[۵]
۸:۔ حاشية مسلم[۶]
۹:۔ حاشية الترمذی[۷]
۱۰:۔ الروض البهيج فی آداب التخريج

وله مؤلفات فی خمسين فنا من الفنون العديدة ومن اغرب هذه الفنون التی الف فيها مولانا احمد رضا علم الزيجات وعلم الجبر والمقابلة وعلم طبقات الارض وقد جمعت الفتاوی الشرعية التی اصدرها مولانا احمد رضا فی شتی المسائل

الزلال النقی عن بحر سفینۃ التقی فی علم التفسیر
حاشیہ تفسیر بیضاوی
حاشیہ تفسیر خازن
حاشیہ تفسیر الدر المنثور
حاشیہ معالم التنزیل
مدارج طبقات الحدیث
حاشیہ بخاری
حاشیہ مسلم
حاشیہ ترمذی
الروضۃ البہیج فی آداب التخریج

مولانا احمد رضا کی تصنیفات تقریباً پچاس فنون میں ہیں جن فنون پر آپ نے تصنیفات کی ہیں ان میں سب سے زیادہ نادر علم زیجات[۸] وجبر ومقابلہ وعلم طبقات الارض ہے۔ مولانا احمد رضا نے اپنی زندگی میں جن فتاویٰ شرعیہ کو صادر فرمایا انہیں کتابی شکل میں جمع کر لیا گیا ہے۔ تقریباً ۱۱ جلدوں[۹]

---

[۱] عبد اللہ بن عمر بن محمد کنیت ابو الخیر اور نسبت بیضاوی المتوفی ۶۸۵ھ [۲] علاؤ الدین ابو الحسن علی بن محمد بن ابراہیم المتوفی ۷۴۱ھ [۳] جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمان بن ابو بکر سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ [۴] ابو محمد حسین بن مسعود الفراء المتوفی ۵۱۰ھ [۵] محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ المتوفی ۲۵۶ھ [۶] مسلم بن حجاج بن داؤد المتوفی ۲۶۱ھ [۷] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ

[۸] وہ جدول جن سے ستاروں کی رفتار پہچانی جاتی ہے۔

[۹] تقریباً ۵ جلدیں پاکستان میں طبع ہو چکی ہیں۔

الفقهية، فبلغت احد عشر مجلدًا وتعرف باسم (الفتاوى الرضوية) واقيم معهد ان عليان تخليد الذكرى هذا العالم الجليل.

احدهما: الجامعة الرضوية بمدينة (بریلی) والاخر المدرسة الامجدية بمدينة كراتشى ويعتبر كل منهما مركزا اشعة للعلوم العربية والاسلامية.

پر مشتمل ہے جس کا نام "فتاویٰ رضویہ" ہے حضرت مولانا کی یادگار میں ۲ علمی مرکزی ادارے قائم کر دیئے گئے ہیں۔

۱: جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی

۲: دار العلوم امجدیہ کراچی

جس میں سے ہر ایک علوم عربیہ اسلامیہ کی شعاعوں کا مرکز ہے۔

وفاته

توفی مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فی سنۃ ۱۳۴۰ھ بعد حیات حافلۃ من النشاۃ العلمی والفکری. وبعد ان ترك ذخائر قيمة من نتاج الجهادة العلمية والادبية للاجيال القادمة وما زال ضريحة بمدينة (بریلی) الولاية الشمالية في الهند مزار المريديه ومحبيه.

وفات

مولانا احمد رضا خاں نے آنیوالی نسلوں کے لئے اپنی تصنیفات کے قیمتی ذخائر و علمی و فکری سرگرمیوں سے بھرے خزانے چھوڑ کر سنہ ۱۳۴۰ھ میں اس دارِ فانی سے دار البقا کی طرف رحلت فرمائی۔ آپکا مزار بریلی میں مریدین و محبین کے لئے ہمیشہ زیارت گاہ رہے گا۔

(بشکریہ "صوت الشرق" قاہرہ)

تاثرات

ڈاکٹر باربرا مٹکاف

(برکلے یونیورسٹی، برکلے (امریکہ)

"وہ ابتداء ہی سے اپنی غیر معمولی ذہانت کی وجہ سے ممتاز تھے۔ ان کو ریاضی میں علم لدنی حاصل تھا۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر ضیاء الدین کے لیے ریاضی کا ایک ایسا لاینحل مسئلہ حل کرکے رکھ دیا جس کے لئے ڈاکٹر موصوف جرمنی جانے والے تھے۔" (ترجمۂ انگریزی)

(باربرا مٹکاف: ہندوستان میں مسلم مذہبی قیادت اور مصلح علماء ۱۸۶۰ء سنہ ۱۹۰۰ء مطبوعہ برکلے سنہ ۱۹۸۲ء ص ۳۵، ۳۶)

ڈاکٹر حامد علی خان

(ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی)

(ریڈر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (بھارت)

"امام احمد رضا نہایت بلند مرتبہ صاحبِ قلم تھے اور بے شک و شبہ اپنے عہد کے لاثانی صاحبِ تصنیف و تالیف تھے۔ آپ کی زود نویسی، برجستہ تحریر اور تصنیفی استعداد کی اعلیٰ صلاحیت یہ تھی کہ آپ نے برسوں کا کام دنوں میں اور مہینوں کا کام گھنٹوں میں بہ اسلوب احسن انجام دے کر وصلاحیت وقت کو انگشت بدنداں کر دیا۔"

(امام احمد رضا: علم و دانش کی نظر میں، ص ۱۱۸)

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ

پروفیسر کلیۃ الشریعۃ

(محمد بن سعود یونیورسٹی (ریاض)، سعودی عرب)

میرے ایک دوست کہیں سفر پر جارہے تھے، ان کے پاس فتاویٰ رضویہ کی ایک جلد موجود تھی۔ میں نے جلدی جلدی میں ایک عربی فتوے کا مطالعہ کیا، عبارت کی روانی اور کتاب وسنت واقوال سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران وششدر رہ گیا اور اس ہی فتوے کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کرلی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا کوئی زبردست فقیہ ہے۔" (ترجمہ عربی)

(امام احمد رضا، ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص ۱۹۴)

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال ؒ

"وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے، فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا، ان کے فتاویٰ کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اور پاک و ہند کے کیسے نابغہ روزگار فقیہ تھے۔ ہندوستان کے اس دور متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ بمشکل ملیگا۔"

(عبدالنبی کوکب: مقالات یوم رضا، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء، ص ۱۰)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں

(ایم۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی، پی۔ ایچ۔ ڈی، ڈی۔ لٹ)

سابق صدر شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد (سندھ پاکستان)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ اپنے دور کے بے مثل علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے فضل و کمال، ذہانت و فطانت، طباعی و درّاکی کے سامنے بڑے بڑے علماء و فضلاء یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین و مستشرقین نظروں میں نہیں جچتے، مختصر یہ کہ وہ کونسا علم ہے جو انہیں نہیں آتا تھا، وہ کونسا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں تھے۔

(ہفت روزہ افق، کراچی، شمارہ ۲۲ جنوری تا ۲۸ جنوری ۱۹۷۹ء ص ۱۰)

ماہر لسانیات ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان

(ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی، لندن)

(پشاور، پاکستان)

"اعلیٰ حضرت کی شخصیت کا ہر پہلو اس قدر وجیہ و وقیع ہے، ہر جہت میں اس قدر جامعیت و مانعیت ہے کہ اہل فکر و نظر کے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ ان جہات میں سے وہ کون سی جہت ہے جو سب سے زیادہ دلکش ہے؟ ...... حقیقت یہ ہے کہ وہ ایسا کل ہے جس کا ہر جزو اس درجہ وسیع و بسیط ہے کہ دیکھنے والے کی نظر و فکر اس ایک ہی جزو کی وسعتوں اور پہنائیوں میں گم ہو کر رہ جاتی ہے۔"

(ڈاکٹر الٰہی بخش: عرفان رضا (قلمی)، مصنفہ ۱۹۷۹ء، ص ۷)

ممتاز ماہر تعلیم جناب ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

ایم ۔ اے، پی ۔ ایچ ۔ ڈی یونیورسٹی آف کیمبرج (انگلینڈ)

اعلیٰ حضرت کے جو کمالات تھے ان کا تذکرہ تاریخ میں نہیں، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تاریخ نے انصاف نہیں کیا یا تاریخ انصاف نہیں کرنا چاہتی بلکہ ہمارے پاس مواد کی کمی تھی ۔ یہ درست ہے کہ اسلامی تاریخ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں حضرت کے خیالات کے متعلق بہت کم لکھا گیا ہے ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وعظ و تبلیغ صرف تقریری طور پر کی گئی، تحریری کام بہت کم کیا گیا اور اس میں ان کے عقیدتمندوں کا قصور زیادہ ہے ۔

جب میں علمائے پاکستان کے موضوع پر تحقیق کر رہا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ جو کچھ تحریک جہاد کے بارے میں اب تک لکھا گیا ہے وہ سب یکطرفہ ہے ۔ اس موقع پر میں نے شاہ فریدالحق سے رجوع کیا اور کچھ مواد حاصل کیا تب جاکر کہیں اپنی کتاب میں تذکرہ کر پایا ۔

ملک وطن ثقافت یا زبان قومیت کی بنیاد نہیں بلکہ قومیت کی بنیاد عقیدت اور نظریہ سے عبارت ہے اور ایمان کسی رنگ و نسل کا پابند نہیں ۔ یہی بات مولانا احمد رضا نے مسلمانوں کو بتائی اور باطل نظریات کے خلاف اپنے ہزاروں خلفاء و شاگردوں کے ساتھ جہاد جاری رکھا ۔

نہ میرا یہ مقام ہے نہ میری اتنی قابلیت ہے کہ میں کچھ کہہ سکوں کیونکہ ان کے سامنے تو علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاءالدین احمد زانوئے ادب تہہ کرتے تھے ۔

شاہ احمد رضا نے حقائق کو جان لیا تھا، میں خود تحریک ترک موالات میں شامل تھا آج [illegible] دیکھتا ہوں تو تمام واقعات میری آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں ۔ اس وقت ایک ہی نگاہ دوربین تھی جو جانتی تھی کہ مسلمانوں کا [illegible] کی بجائے ہندوؤں سے ہوگا اور ان کا موقف درست ثابت ہوا ۔

اعلیٰ حضرتؒ نے مولانا عبدالباری فرنگی کو خطوط لکھے اور انہیں کہا کہ مسلمان حد اعتدال سے بڑھ گئے ہیں انہیں اس سے بچنا چاہئے اسی طرح مولانا شوکت علی کو لکھا کہ کام کرتے ہو تو اسلام ترک نہ کرو اور اصولوں پر قائم رہو ۔ (ہفت روزہ "افق" کراچی ۱۹ تا ۲۵ فروری ۱۹۷۹ء)

ڈاکٹر سید عبداللہ

ایم ۔ اے ۔ ایم ۔ او ۔ ایل ڈی لٹ، چیرمین شعبۂ دائرۃ المعارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

عالم اپنی قوم کا ذہن اور اس کی زبان ہوتا ہے اور وہ عالم جس کی فکر و نظر کا محور قرآن کریم اور حدیث نبوی ہو ۔ وہ ترجمان علم و حکمت، نقیبِ حق و صداقت اور محسنِ انسانیت ہوتا ہے ۔ اگر میں کہوں کہ حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں بریلوی بھی ایسے ہی عالم دین تھے تو یہ مبالغہ نہ ہوگا، بلکہ اعتراف حقیقت ہوگا ۔

وہ بلاشبہ جید عالم، متبحر حکیم، عبقری فقیہ، صاحب نظر مفسر قرآن عظیم محدث اور سحر بیان خطیب تھے ۔ لیکن تمام درجات رفیعہ سے بھی بلند تر ان کا ایک ہے اور وہ ہے عاشقِ رسول کا ۔

(پیغامات یوم رضا" طبع دوم صہ ۳۵)

پروفیسر نسیم قریشی

ریڈر شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

مولانا احمد رضا خاں مرحوم مخزن علم تھے ۔ اپنی حیرت انگیز صلاحیتوں کی بدولت اپنی مثال آپ ۔ اُن کی ثروت ذہن نے صرف علوم دینی کو ہی سیراب نہیں کیا بلکہ فارسی اور اُردو ادب نے بھی ان کے رشحاتِ فکر سے فیضان حاصل کیا ہے ۔ اُن کے نعتیہ قصائد، مشاقیٔ فن کا مظہر اور جوش جذبات کا آئینہ ہیں، اور نعتیہ غزلیں مستی دل کے سرود مستانہ کی شان رکھتی ہیں ۔

(اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ایک نظر از سید نور محمد قادری صہ ۶۹)

مولوی حسین علی واں بھچروی

استاد مولوی غلام اللہ خاں ——— راولپنڈی

"حضرت مولانا حسین علی، نے اپنے خاص پنجابی انداز میں (مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے بارے میں) فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے، یہ بریلی والا پڑھا لکھا تھا، علم والا تھا۔

(روایت مولوی منظور نعمانی، ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی، شمارہ دسمبر ۱۹۸۱ء ص ۱۸

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

مولانا احمد رضا خاں صاحب کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے۔ فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی نظر رکھتے تھے اور ان کی اس فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔

(مقالات یوم رضا حصہ دوم مطبوعہ لاہور ص ۴)

امیر جماعت اسلامی ہند مولانا محمد یوسف صاحب

نے اپنے انٹرویو میں بتایا کہ میں جنوری ۱۹۰۸ء میں بریلی میں پیدا ہوا۔ میرے والد وہاں قیام پذیر تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کے مرید تو نہیں تھے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت کے دیوانے تھے اور ان سے مراسم رکھتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہم چھوٹے چھوٹے تھے تو مولانا احمد رضا خاں ہمارے ہاں وعظ کے لئے تشریف لائے بڑا بھاری اجتماع ہوا تھا۔

(ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ لاہور ۷ تا ۱۳ر فروری ۱۹۷۸ء)

یوم رضا

مرکزی مجلس رضا لاہور، اعلیٰحضرت امام اہل سنت مجدد ملت شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کی علمی دینی اور ملی خدمات جلیلہ کے تعارف کیلئے کتب و رسائل شائع کرنے کے ساتھ ساتھ ہر سال آپکے یوم وصال (عرس مبارک) کے موقع پر جلسہ یوم رضا کا انعقاد کرتی ہے جس میں ملک کے نامور علماء، فضلا اور دانشور حضرات چودھویں صدی کے مجدد کی عظیم علمی خدمات اور بے مثال تجدیدی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ روح پرور تقریب جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور منعقد ہوتی ہے۔

ازیں علاوہ مرکزی مجلس رضا لاہور کی طرف سے ملک کے گوشے گوشے میں جلسہ ہائے یوم رضا منعقد کرنے کی ہر سال اپیل کی جاتی ہے اس تحریک سے ملک کے اکثر مقامات پر یوم رضا منایا جانے لگا ہے مگر ہم اس میں مزید وسعت کے خواہاں ہیں لہذا علماء کرام اور اہل سنت کی انجمنوں سے اپیل ہے کہ وہ یوم رضا کو وسیع پیمانے پر منانے کا اہتمام کیا کریں۔

الداعی حکیم محمد موسیٰ امرتسری صدر مرکزی مجلس رضا لاہور